رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے۔
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔

اخبار الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی (ابن یعقوب) شیخ محمود احمد قادیانی:

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان۔ مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۲۷

فہرست مضامین

سلسلہ کا ہفتہ

اس کام کو میں خدا کے فضل سے بہت وسیع کرنا چاہتا ہوں۔ ہر جگہ کے احمدی احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ کی سلسلہ کی خبریں دفتر الحکم میں ارسال فرماکر مشکور فرماویں

مرکز سلسلہ یعنی قادیان

۳۱ جولائی ۱۹۲۰ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی طبی مشورہ کے ماتحت دھرم سالہ پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ بہت مختصر سا قافلہ ہے۔ جیسے جناب صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل۔ میرزا گل محمد صاحب۔ خلیفہ تقی الدین صاحب۔ شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی۔ میاں نیک محمد پٹھان۔ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے ناظر صیغہ اشاعت۔ چودھری علی محمد صاحب۔ حضرت نے خطبہ جمعہ ۳۰ جولائی کو خود پڑھایا۔ اور دوسرے خطبہ میں حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو امیر صلوٰۃ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو امیر انتظامیہ مقرر فرمایا۔ اور جماعت کو اطاعت کی تعلیم دی۔

حضرت کی روانگی کے دن بارش تھی۔ اور اس سے قبل ساری رات بارش رہی سڑک سخت خراب تھی۔ مگر خلیفۃ المسیح کی اولوالعزمی میں ذرا فرق نہ آیا۔ چلنے سے قبل بیت الدعا میں دعا کی۔ باہر جماعت کھڑی دعا کرتی رہی

بارش (۲) قادیان میں بارش بڑی کثرت سے ہوگئی ہے۔ بعض احباب کے مکانوں کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔ جیسے مستری عبدالرحمٰن صاحب کے مکان کو۔ خانصاحب غلام محمد خانصاحب کے مکان کو۔ سید عزیز الرحمٰن صاحب کے مکان وغیرہ ذالک۔

قادیان کے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ اسوقت ساحلی منظر اپنا نظارہ دکھا رہا ہے

(۳) خانصاحب غلام محمد خانصاحب آف گلگت نے اپنی دو صاحبزادیوں کی شادی ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے ساتھ کی تھی۔ جنکا رخصتانہ کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کیلئے مبارک کرے۔

منٹگمری ضلع منٹگمری میں دو احمدی نوجوان کنواری لڑکیوں پر

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا۔ اور تراب منزل سے شایع ہوا)

بلند بالا پہاڑوں کا نظارہ ہے۔ اور دوسری طرف میدان اور دریاؤں کا منظر ہے۔ کانگڑہ اور پالم پور کی پہاڑیاں پاؤں تلے نظر آتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دوربین سے گورداسپور کا شہر اس مقام سے صفائی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس جگہ سے برف جو آجکل موجود ہے۔ صرف ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت کا ارادہ ہے۔ کہ اسے دیکھنے کو تشریف لے جائیں؛

حضور کو ترقی اسلام اور اشاعت کا خاص طور پر خیال ہے۔ اور جماعت کی اصلاح و بہبودی کی خاص طور پر فکر ہے۔ حضور جب پہاڑوں میں داخل ہوئے۔ تو ایک اونچے ٹیلے پر بالکل علیحدگی میں جبکہ بارش شدت سے جاری تھی۔ جاکر بہت دعائیں کیں۔ میں چھتری لیکر حضور کے پیچھے پیچھے گیا۔ مگر یا یہں خیال کہ شاید حضور قضاء حاجت کو تشریف لے گئے ہوں۔ میں ذرا فاصلہ پر رہا۔ حضور نے ایک چوٹی پر ہاتھ اٹھائے اور دعا میں مشغول ہو ... اور خوب ۱۵ منٹ تک شدت باراں میں بغیر کسی سایہ کے آسمان کے سایہ کے نیچے ترقی اسلام اور جماعت کی بہتری کیلئے دعائیں کرتے رہے۔ حضور کو دعاء کرتے دیکھکر میں ذرا فاصلہ پر ٹھیر گیا۔ اور ہاتھ اٹھاکر شریک دعا ہوگیا۔ دل چاہتا تھا۔ کہ حضور پر چھتری کا سایہ کردوں۔ مگر توجہ ہٹ جانے کے خیال سے رُکا رہا۔ مگر حضور کو بھیگتے دیکھکر پھر اوبال اٹھا۔ کہ دوڑ کر سایہ کردوں اور یہ بھی خیال آتا تھا۔ کہ جب سایہ کروں گا۔ تو حضور مجھے بھی دعا میں شامل کر لینگے۔ مگر ادب کے خیال اور توجہ ہٹ جانے کے لحاظ سے وہیں کھڑا آمین آمین کہتا رہا۔ اور جب حضور دعا سے فارغ ہوئے۔ تو دوڑ کر چھتری کا سایہ کردیا۔ حضور کے تمام کپڑے تر ہوگئے تھے۔ مگر حضور کا چہرہ پُر سرور تھا؛

حضور کا پتہ کوہ بھاگسو میکلوڈ گنج دھرم سالہ ہے جو دوست حضور سے خاص طور پر دعا کرانی چاہیں۔ ان کے واسطے یہ دن نہایت ہی غنیمت ہیں۔ کیونکہ حضور کی توجہ ان دنوں دعاؤں کی طرف خاص طور پر متوجہ ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ۔

رویا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

بمقام کوہ بھاگسو مورخہ ۴ راگست سنہ ۱۹۲۰ء بوقت ½۴ بجے صبح کو

فرمایا۔ آج رات میں نے ایک علمی رویاء دیکھی ہے۔ اور اس سے پہلے اس قسم کی چار رویاء دیکھی ہیں۔

(۱) ایک خلافت کے متعلق۔

(۲) دوسری لولا النبض لغضی الحبض

(۳) تیسری الحمد کی تفسیر کے متعلق۔

(۴) چوتھی خواجہ کے متعلق۔

آج رات کو میں نے دیکھا کہ شعور کے متعلق مجھے سمجھایا گیا ہے۔ اور میں اسے آگے بیان کر رہا ہوں۔ اور نہایت لطف اور حظ اٹھا رہا ہوں۔ میں بیان کر رہا ہوں۔ کہ شعور کے مختلف مدارج ہیں۔ اور اسبات کے بیان کرنے میں اسلام کو دوسرے مذاہب پر خاص فوقیت ہے۔ اور ہر درجہ شعور کے متعلق جو عمر کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ مناسب تعلیم اور احکام دیئے ہیں۔ میں ان مدارج کو اوپر سے نیچے کی طرف بیان کر رہا ہوں۔ مثلاً انسانی عمر کے ساتویں سال میں بھی ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس تبدیلی کے وقت شریعت اسلام نے حکم دیا ہے۔ کہ بچے کو نماز پڑھائی جائے کیونکہ عمر انسانی کا یہ حصہ اخلاق اور عادات کے حصول کیلئے نہایت مناسب اور موزون ہوتا ہے۔ اور دراصل یہی وقت ہوتا ہے کہ جس میں اخلاق کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

اس سے نیچے اتر کر پیدائش کا وقت ہے۔ اسوقت بھی انسان میں ایک شعور پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ ایک نئی دنیاء میں آتا ہے۔ یعنی نباتی زندگی سے نکل کر وہ ایسی زندگی میں آتا ہے۔ کہ جب اُسکے اعضاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ بیرونی اثرات سے متاثر ہوکر اپنے آپ کو پھیلانا چاہتا ہے۔ اسوقت شریعت غراء اسلام نے حکم دیا ہے کہ بچے کے کان میں آذان کہی جائے۔

سلسلہ تقریر کے اس حصہ کے بیان کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اور ان دو مدارج کے اوپر کے مدارج مجھکو یاد نہیں رہے۔ لیکن اسطرح بلوغت اور بڑھاپے کے متعلق قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اور اس مضمون پر نہایت لطیف پیرایہ میں غور کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً بڑھاپے کے متعلق قرآن شریف کی اس آیت سے لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً ایک شعور کی تبدیلی کا پتہ چلتا ہے اور لطیف استدلال کیا جاسکتا ہے۔

والسلام

(خادم عبد الرحمٰن قادیانی بی۔)

چونکہ دفعتاً ایڈیٹر الحکم بیمار ہو گئے ہیں۔ اس واسطے اخبار لیٹ ہوگیا ہے۔ سب احباب اُن کی صحت کیلئے دعا فرماویں؛

(کاتب)

خدا کا شکر اور سیرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کا لاکھ لاکھ شکر اور حمد ہے۔ جسنے اپنے محض فضل اور کرم سے اور صرف اپنی غریب پروری اور بندہ نوازی سے ایڈیٹر الحکم کو سخت سے سخت مشکلات میں استقلال ہمت۔ اور جرائت عطا فرمائی۔ کبھی ان کے دلمیں یہ خیال پیدا نہ ہوا کہ میں ناکام ہو جاؤں گا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہ سکتا ہوں۔ جو حی ولا یموت ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو میں نے کبھی ایک آن واحد کیلئے بھی اپنے مولا پر بدظن نہیں پایا۔ اور نہ ہی اسکو کبھی الحکم کے بند کرنیکا کبھی خیال پیدا ہوا۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ آپ نے ابتدائے خلافت اولی میں کوشش کی۔ کہ اسکو بند کیا جائے مگر خلیفۃ المسیحؓ نے بیعت لی اور کہا کہ اس کو نہ بند کرنا۔ اسکے بعد کبھی بھی آپ کو یہ خیال پیدا نہ ہوا۔ باوجود اسکے کہ پرانے سے پرانے خریدار بھی ساتھ چھوڑنے لگے۔ مگر میں نے نہیں دیکھا۔ کہ اس نبوت کے فیض سے مستفیض انسان کی نیت میں تبدیلی ہوئی ہو سر میں ایک سوداء ہے۔ ایک دھن ہے کہ میں الحکم کو عروج پر دیکھوں۔

اس کا مطبع اعلی ہو۔ کاغذ اعلی ہو۔ چھپائی اعلی ہو۔ آخر اس استقلال نے ان کو کامیاب کیا۔ خدا تعالیٰ نے مشکلات کو دور کیا مشکلات بھی وہ مشکلات جنکو دیکھکر اپنے ساتھ چھوڑ گئے۔ مگر خدا نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اس نے جبکہ اپنے بندے کو اکیلے دیکھا۔ کہ وہ مصیبت پر مصیبت دیکھکر صبر کرتا ہے۔ تو اس نے اپنے رحم سے فضل کے دروازے کھولدیئے میںنے دیکھا ہے کہ جب کبھی کسی کام کے ہونیکی امید ہوتی اور اس سے بڑے بڑے فوائد حاصل کرنیکے ہم منتظر ہوتے۔ اور وہ کام نہ ہوتا۔ تو آپ بے اختیار کہ دیتے۔ کہ چلو یہ بُت بھی ٹوٹ گیا۔ اس سے بھی خدا پر ایمان بڑھا۔ اللہ اللہ کیا ایمان ہے۔ ناکامی ہے تکلیف ہے مصیبت ہے۔ ان سبکو دیکھکر مرد خدا کہتا ہے۔ کہ میرا تو خدا پر ایمان بڑھ رہا ہے۔ کیونکہ یہ بُت بھی ٹوٹ گیا۔ اسی طرح سے جب کوئی تکلیف حد سے بڑھ جاتی تو اسکا تدارک کرتے اور کوشش کرتے مگر جب باوجود کوشش کے کامیابی نہ ہوتی تو وہ مجھے کہتے یا اپنے دل کو یوں تسلی دیتے کہ یہ وقت رہیگا نہیں۔ ضرور گزر جائیگا۔ غرض جس استقلال سے آپ نے ان مشکلات کو کاٹا وہ ایک طول قصہ ہے مجھے اسوقت آپ کی لائف لکھنی مقصود نہیں۔ غرض مشکلات کا بہت بڑا حصہ خدا تعالیٰ نے دور کر دیا ہے۔ بادلوں کی طرح انکو پھاڑ دیا پس اے مولا سب تجھکو ہی حمد و ثنا ہے۔ ہم تیرے احسانوں کا کبھی شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ہم جسقدر بھی سجدات شکر بجالائیں کم ہے۔

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایڈیٹر الحکم کو توفیق دی ہے تو ان کا پہلا خیال یہ ہے۔ کہ دفتر الحکم کے پاس ایک مکمل پریس ہو۔ اور پریس کی مشکلات سے الحکم نجات حاصل کر جائے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ مشینوں کے لئے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ مشین کے آنے سے انشاء اللہ بہت سی دقتیں دور ہو جائینگی۔

انہی مشکلات کا نتیجہ تھا۔ کہ سیرت مسیح موعودؑ دو حصہ چھپ کر رہ گئی۔ اب پھر اس کیلئے ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ ستمبر سے سیرت چھپنی شروع ہو جائے گی۔ مشین پریس کے آنے کے ساتھ تاریخ سلسلہ بھی مرتب ہونی شروع ہو جائیگی۔

تمام احباب جو کہ سیرت کے خریدار ہونا چاہتے ہیں۔ وہ دفتر سیرت مسیح موعودؑ قادیان میں اپنے نام درج کرا دیں۔ رجسٹر کھول دیا گیا ہے۔ ہر کاپی کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔

نیز احباب دعا فرماویں۔ کہ اس دفعہ اس پریس کو الحکم آفس اور الحکم۔ اور مالکان الحکم کیلئے مبارک ثابت ہو۔ اسکے آنے سے خدا کے فضل بڑھیں۔ آمین

(شیخ محمود احمدؐ نائب مدیر)

سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ

احمدی جماعت کے لئے ایک بشارت۔

مجھ کو قطعاً ضرورت نہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت و سوانح کی ترتیب اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کی تدوین کی ضرورت پر کوئی مبسوط بحث کروں۔ اس مقصد عظیم کی طرف ایک زمانہ سے میری توجہ رہی ہے لیکن مختلف قسم کے اسباب اور رکاوٹوں نے مجھ کو اس کی تکمیل سے قاصر رکھا۔ یا کوئی روک میری حوصلہ شکنی اور کم ہمتی کا موجب خدا کے فضل اور رحم سے نہیں ہو سکی۔ میں اس امر کا بھی فخر اور جائز فخر کے طور پر اظہار کرتا ہوں۔ کہ جماعت کے بزرگوں اور قائد سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اس خادم قدیم کو اس کام کا اہل سمجھا۔ اور یہ میری سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کے آغاز کے ساتھ یعنی ۱۸۸۹ء سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی معرفت عطا فرمائی۔ اور ۱۹۰۰ء سے اس میں مزید ترقی ہوئی۔ اور پھر ۱۸۹۳ء سے کلیتہً سلسلہ کیلئے مجھے اپنی زندگی کو لگا دینے کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور ۱۸۹۸ء سے مستقل طور پر قادیان کی سکونت کی سعادت عطا فرمائی۔ اور سلسلہ کے حالات و واقعات نویسی کی عزت کا اولین شرف عطا فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

غرض حضرت مسیح موعودؑ کی لائف اور تاریخ سلسلہ میرے ہمیشہ زیر نظر رہی۔ اور عہد خلافت ثانیہ کے دوسرے سال میں اسکے دو نمبر قریباً دو سو صفحوں کے شایع بھی ہو گئے۔

لیکن الحکم کی گذشتہ مالی مشکلات کا سلسلہ ایسا دراز اور پیچیدہ تھا۔ کہ میں اٹھتا اور گرتا تھا تاہم افتاں و خیزاں میں منزل مقصود ہی کیطرف جاتا رہا۔ آج خدا کے فضل و رحم سے میں اس امر کا اعلان کرنے کے قابل ہوں۔ کہ تاریخ سلسلہ اور حضرت کی سیرۃ کی ترتیب و تدوین اور طبع کے راستہ میں مالی مشکلات کا سوال میرے سامنے نہیں۔ مجھ کو بحمد اللہ اس امر سے اطمینان ہے۔ کہ میں اس کام کو شروع کر سکتا ہوں۔ اگرچہ میرے پاس اسوقت اسقدر سرمایہ نہیں کہ میں اسکی بناء پر یہ کہہ سکوں کہ کوئی مالی روک قطعاً نہ ہوگی۔ تاہم میں خدا کے فضل پر پورا یقین اور شعور رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس کام کی تکمیل کیلئے آپ سامان پیدا کریگا۔

اسوقت طباعت کے سامان میں جو مشکلات اور دقتیں۔ کاغذ کی گرانی ہی نہیں۔ بلکہ سیاہی اور دیگر مصالح کی گرانی کے باعث ہیں۔ وہ بھی مخفی نہیں۔ میں نہایت عمدہ کاغذ پر اس کام کو شروع کرنا چاہتا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ کم از کم ایک سو صفحوں کا ایک ماہوار رسالہ اس سلسلہ میں شایع ہوتا رہے۔ کم از کم ایکہزار جلد اسکی شایع ہو جانی چاہیئے۔ میں اس تعداد کا اعلان کرتے ہوئے سلسلہ کے پرجوش اور مخلص احباب کے جذبات ارادت کی شاید توہین کر رہا ہوں گا۔ کہ اسقدر قلیل تعداد کے لئے میں لکھ رہا ہوں۔ بحالیکہ افراد سلسلہ کی تعداد لاکھوں ہے۔ اور کیا اپنے آقا و محسن کی سیرت اور سلسلہ کی تاریخ کیلئے ایکہزار کی تعداد نہایت ہی کم نہیں۔ میں اسکو اقل سمجھ کر ہی لکھ رہا ہوں۔ حق پسند اور حقیقت شناس جماعت یقیناً بہت بڑھ کر قدر کریگی؛

ہر جلد کی قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ ۸ ہو گی۔ اور یکم ستمبر ۱۹۲۰ء کو پہلا نمبر جو سیرت مسیح جلد اول کا تیسرا نمبر ہو گا۔ انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائے گا؛

ہر مقام کی انجمنیں اپنے ہاں کے خریداروں کی ایک فہرست تیار کر کے ان سے قیمت وصول کر کے اپنے ہی پاس رکھیں۔ اور دفتر سیرۃ مسیح موعودؑ کارخانہ الحکم کو صرف اطلاع دیں۔ کہ وہ کس قدر جلدیں خرید کرے گی۔ طیار ہونے پر ہر نمبر بذریعہ قیمت طلب بھیجا جائیگا۔ میں خاص اس مقصد کیلئے عمدہ پریس اور کاغذ کے کافی ذخیرہ کا انتظام کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا کر دیئے تو بہت جلد ایک عمدہ اور مکمل پریس انگریزی اردو قایم ہو جائے گا۔

میں مشینوں کیلئے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ میں یہ تحریر محض اطلاع کے لئے شایع کر رہا ہوں۔ خریداران سیرت بہت جلد اپنا نام دفتر سیرت مسیح موعودؑ و تاریخ سلسلہ احمدیہ متعلقہ کارخانہ الحکم قادیان بھیج دیں۔ جو لوگ پہلے سے اس سلسلہ کے خریدار ہیں ان کی خدمت میں الگ ایک مطبوعہ چٹھی بھیجی جائیگی۔ میں احباب سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خاص طور پر دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کی تکمیل کی توفیق دے زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ میں اب صرف دو کام کرنا چاہتا ہوں۔ سیرت کی تکمیل۔ اور قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کا جو حصہ باقی ہے اسکو پورا کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناامید نہیں ہوں۔ سیرت کی تکمیل ہی کے سلسلہ میں حیات صافی۔ حیات نور بھی میرے زیر نظر ہیں۔ خاکسار یعقوب علی تراب احمدی عرفانی۔

مسیح موعودؑ کا تازہ نشان۔

آگ ہماری غلام

بلکہ

غلاموں کی بھی غلام

یہ اس برگزیدہ انسان کا الہام ہے جو اس زمانہ میں خدا کا نبی بن کر آیا۔ اور مسلمانوں کو مسئلہ حیات کا سبق دینے آیا سورج سے روشنی نہ لینے والے جانوروں کیطرح ہیں۔ دنیا داروں نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور نہ دیکھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ اسنے چاہا کہ انکی گلہ بانی کرے اور انکو جنگل کے درندوں سے محفوظ رکھے۔ آفات سماویہ کو اپنی دعاؤں سے روکے۔ مگر جلد باز نادان چیخنے چلانے لگے جیسے مانڈے جاتے تھے انہوں نے شور مچایا اور یہ نہ پرواہ کی کہ قوم کس راستہ پر قدم زن ہے آخراب مانا کہ اپنی بربادی میں جو کچھ ہو قصور اپنا ہے اپنے آپ کو برباد کر لیا جنہوں نے اسکو مانا وہ کامیاب ہوئے۔ بہرہ اندوز ہوئے مصیبتوں سے بچے۔ آگ انکی غلام ہو گئی۔ چنانچہ حال کا واقعہ ہے۔ کہ مسٹر عبد الرحیم صاحب سمتھ آف نائیجریا ۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو بمبئی کے حج ہو کر اکبر نامی جہاز پر سوار ہو گئے۔ لیکن راستے میں جہاز کو آگ لگ گئی طوفان ہی تھا خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کو مسیح موعودؑ کے طفیل اور اسکی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے جہاز کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ ورنہ اسکی تباہی میں کچھ شک نہ تھا لیکن یہ فضل محض اسلئے ہوا۔ کہ عبد الرحیم سمتھ جو مسیح موعودؑ کا غلام تھا۔ اسپر سوار تھا۔ اور خدا فرما چکا تھا کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام۔ پس جماعت کے لوگوں کیلئے یہ تازہ نشان ہے جس سے ایمان تازہ ہوتے ہیں۔ اے تاریکی کے فرزندو اٹھو دیکھو ایسے صدہا نشانات ہماری جماعت میں آئے دن پورے ہوتے ہیں۔ اور اس سے زندگی حاصل کرو۔ مسٹر سمتھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ وہ بمبئی آ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

انکے چچا جو کہ غیر احمدی ہیں۔ سخت ظلم کر رہے ہیں اور ان کو احمدیت سے توبہ کرنیکے لئے قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم توبہ نہیں کرو گی۔ تو تمکو زہر دیدیا جائیگا۔

جبرًا ان کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنا چاہتے ہیں۔ جو احمدی مذہب کی رو سے جائز نہیں۔ حکام توجہ کریں۔ ان مظلوم لڑکیوں کی فریاد کو سنیں۔ جنکو احمدیت کی وجہ سے تکلیف مل رہی ہے۔

سلطانپور سلطانپور ریاست کپور تھلہ میں ۳۱ جولائی و یکم اگست ۱۹۲۰ء کو ایک جلسہ منعقد ہوا جسکا کثرت سے اشتہار تقسیم کیا گیا۔ وفات مسیح اور صداقت مسیح موعودؑ پر خصوصیت سے لیکچر ہوئے۔

سیلون نہایت خوشی سے یہ خبر سنی جائیگی کہ دشمن ناکام ہو گئے۔ مسٹر لائی مع اپنے بھائی اور دوسرے احمدی بھائی کے رہا ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ ؎

انھیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حق غالب آیا باطل بھاگ گیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ دشمن مرگئے قتل کا مقدمہ بنایا گیا تھا۔ مگر خدا نے جماعت کو استقلال اور استقامت بخشا۔ احمدی سکرٹری مع اپنے ساتھیوں کے رہا ہو کر گھر میں آ گیا۔ مفصل پھر ابھی صرف تار خبر کے ذریعہ اطلاع ملی ہے۔

مالابار جن احمدیوں کی بیویوں کو بلا فسخ نکاح غیر احمدیوں سے بیاہ دیا گیا ہے۔ انکے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ ۱۰ جولائی کو مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ کوڈالی سے کنیانور آئے۔ اسی رات انجمن آفس میں ایک خاص جلسہ کیا گیا۔ اور مقدمہ کیلئے چندہ کی فہرست کھولی گئی۔ اس جلسہ میں شیخ عبد اللہ سکرٹری کوڈالی۔ مسٹر احمد صاحب آف کالی کٹ بھی شامل تھے۔ شیخ عبد اللہ صاحب نے پچاس روپے دیئے۔ اور مسٹر احمد نے پچیس۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اور ۱۱ جولائی کو مسٹر احمد ...... میں وکیل کے پاس جنکا نام مسٹر کنٹن ...... ہے تشریف لیگئے اور عرضی طیار کی۔ فریق ثانی کو سمن بھیجے گئے فریق ثانی میں پانچ آدمی ہیں۔ پیشی کا دن ۲۷ جولائی تھا۔ غیر احمدیوں میں سخت شور پڑ گیا ہے۔

(ابن حامد)

بمبئی مسٹر عبد الرحیم سمتھ صاحب جو نائیجریا سے تشریف لائے تھے۔ اور سالانہ جلسہ پر اکثر احباب نے ان کو دیکھا تھا وہ حج کے ارادے سے بمبئی سے جدے روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ ہو۔

بھوپال ریاست بھوپال میں چند مولویوں نے مباحثہ کیلئے شور مچایا ہوا تھا۔ مگر جب ہمارے علماء وہاں تشریف لے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ دیاں کوئی مباحثہ نہیں ہوگا۔ اور نہ بیگم صاحبہ نے اجازت دی ہے۔

سکندر آباد سیٹھ اللہ دین صاحب جو کہ سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب کے ماموں ہیں۔ انکے ہاں بھی خدا تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین کے قرۃ العین اور خادم دین بنائے۔ اور لمبی عمر عطاء فرمائے حضرت نے نور الدین نام تجویز فرمایا خدا کرے اسم با مسمیٰ ہو۔

سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب کے بچے کا نام حضرت نے صلاح الدین تجویز فرمایا ہے۔ اللھم بارک واللھم زد فزد۔

دھلی حضرت نواب صاحب قبلہ ابھی تک دہلی میں ہی مقیم ہیں۔ بابو اعجاز حسین صاحب کا بڑا صاحبزادہ ذو الفقار علی فوت ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ بابو صاحب کو صبر کی توفیق اور نعم البدل عطا فرمائے احباب جنازہ غایب پڑھیں۔

امریکہ امریکہ میں حضرت مفتی صاحب کو انکے قیام گاہ سے سات سو میل کے فاصلہ پر لیکچر کیلئے بلایا گیا۔ لیکچر بہت کامیاب ہوا۔ دو نئے جنٹلمین مسلمان ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک جناب مفتی صاحب کی صحت ابھی تک خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ بہت سے کام ان کو خود کرنے پڑتے ہیں۔ کھانا ...... ہوٹل میں کھانا پڑتا ہے۔

مراد آباد امید کیجاتی ہے کہ خانصاحب ذو الفقار علی خانصاحب کو بہت جلد پنشن ملجائیگی۔ اور وہ قادیان میں ہجرت کر آئینگے۔

دہرم کوٹ بگہ مولوی فتح الدین صاحب جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادم اور ایک قابل عالم شخص تھے ضلع گورداسپور میں ان کا وجود بہت ہی نافع سمجھا جاتا تھا۔ بہت سی پنجابی کتابوں کے مصنف تھے پنجابی شعراء میں اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

مرحوم کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ نماز حضرت نے پڑھائی۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

مسلمانوں کا قدم گم شدہ راہ کیطرف

عام مسلمانوں کی حالت اسوقت عجیب ہو رہی ہے ان کا ہر قدم انکو انکی منزل سے دور کر دیتا ہے اسوقت جو نیا پروگرام سوچا جارہا ہے۔ کاش مسلمان اسپر غور کرتے۔ اور دیکھتے کہ یہ راہ کعبہ ہے یا ترکستان۔

مسلمانوں کی آبادی ہندوستان میں ہندوؤں سے زیادہ نہیں۔ سات کروڑ مسلمان وہ بھی مختلف المذاہب مختلف الخیال مختلف العقائد پھر ان میں سے وہ مسلمان بھی ہیں جو کہ یہ جانتے ہی نہیں ہیں۔ کہ مذہب کس چیز کا نام ہے۔ چنانچہ گذشتہ الحکم میں پیسہ اخبار میں سے ایک تذکرہ شایع کیا گیا تھا۔ جسمیں بتایا گیا ہے کہ ضلع گوڑگانواں میں بھوپ سنگھ۔ مان سنگھ نامی مسلمان آباد ہیں جنکو اسلام کا کچھ بھی پتہ نہیں۔ ہندو پروہت آکر انکی رسوم ادا کرتا ہے۔ حال ہی میں مجھے سب انسپکٹر صاحب ٹبالہ نے ایک مسلمان کا ذکر سنایا جو ضلع گورداسپور میں جنتی پور اسٹیشن کے قریب ایک گاؤں میں رہتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ میں ایک تفتیش میں وہاں گیا ایک مسلمان میرے پاؤں دبا رہا تھا میں نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ کہ جی مسلمان ہوں۔ لیکن جب دریافت کیا گیا۔ تو نہ اسکو اسلام کا پتہ اور نہ ہی اسکو کلمہ طیبہ کی کچھ خبر تھی اور نہ کسی اور بات کا پتہ۔ صرف نبی کریم کا نام محمدؐ آتا تھا۔

پھر سولن پہاڑ پر خنزیر رکھنے والا مسلمان بھی مسلمان ہے۔ غرض اتنے نام نہاد مسلمانوں کی تعداد بھی بیچ میں ہے۔ پس یہ قلیل التعداد مسلمان ہندوستان میں جس رنگ کو عمل میں لا رہے ہیں کیا اس سے ان کے حقوق تلف نہیں ہو رہے۔ کیا وہ اپنی طاقت کو کم نہیں کر رہے۔ جسنے ان کی طبیعت کے خلاف کیا اسکو بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور اسی کی پگڑی کو فٹ بال بنایا جارہا ہے ایک وقت تھا کہ نظام حیدر آباد کو یمین السلطنت والدین کا خطاب دیا جارہا تھا اور نظام کو عرش معلی پر بٹھایا جاتا تھا۔ مگر آج اسکے خلاف کیا کیا تجاویز نہیں کی جاتیں اور کس کس رنگ میں اسکی عزت کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کیگئی۔ وہی نظام جو کل مسلمانوں کا عرش تھا۔ آج فرش بنایا جارہا ہے۔

حضور نظام کے ساتھ تم لوگوں نے جو سلوک کیا ہے۔ اس سے تمہاری طاقت کیا کم نہیں ہوگئی۔ اسی طرح سے اور مسلمان ریاستیں بھی ہیں وہ بھی تمہارے ساتھ شریک نہیں ہیں۔ بلکہ ان کو بھی تمہارے لیڈروں نے اپنا دشمن بنالیا۔

ہماری جماعت نے ان کی رائے کے خلاف اپنا خیال ظاہر کیا۔ پس اس کے بائیکاٹ کے جلسے ہونے لگے۔ مولوی عطاء اللہ نے اپنا مقصد ہی یہ بنالیا۔ کہ احمدیوں کے خلاف لیکچر دیں؛

غرض ایک ایک کر کے ایک بڑا حصہ بیچ میں سے لیڈران اسلام نے نکال دیا ایک تھوڑی سی جماعت شور مچا رہی ہے کیا اس سے وہی طاقت پیدا ہو سکتی ہے جو سب سے ملکر پیدا ہو سکتی تھی؛

پہلے تو فرقہ بندیوں اور اختلافات اور بائیکاٹوں نے طاقت کمزور کر دی۔ مگر پھر دوسرا سوال لیڈران اسلام نے ہجرت کا پیش کر دیا جسقدر افراد ملک سے ہجرت کر رہے ہیں۔ کیا وہ ان مسلمانوں کی طاقت کو کم نہیں کر رہے۔ مگر رہی ہیں اور ضرور کر رہے ہیں۔ مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لیڈران اسلام خود تو خاموش بیٹھے ہیں۔ مگر دیگر لوگوں کو نکل جانے کی تحریک کر رہے ہیں۔ اب ایک نئی تحریک شروع کی ہے۔ خطابات چھوڑ دیئے جاویں۔ ملازمتیں ترک کی جاویں۔ ترک اتحاد۔

مدتوں سرکاری خدمات کے عوض میں ایک شخص نے ایک خطاب حاصل کیا کچھ حقوق پیدا کئے۔ کیسی حیرانی کی بات ہے۔ کہ حقوق کے لئے لڑائی ہے۔ اور پھر خود ہی حقوق کا بیڑا غرق کیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو تحریک کیجاتی ہے۔ کہ جو حقوق تمہارے پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کو تلف کر دو۔ ملازمتیں چھوڑ دو۔ گھروں میں بیٹھ کر فاقے کھینچو۔ ملک میں برائیاں پیدا کرو۔ ذرا عقل کی روشنی میں دیکھو کہ کیا کر رہے ہیں۔ پہلے اپنی طاقت اپنے آپ کو ٹکڑے کر کے کم کر لی پھر مسئلہ ہجرت سے اسکو اور کم کر دیا۔ اب پیدا شدہ حقوق کو تلف کروایا جارہا ہے۔ پھر نئی تحریک ملازمتیں ترک کر کے بھوکے مرنے کی ہے۔ بتاؤ اس سے تم گورنمنٹ کو نقصان پہنچا سکتے ہو۔ تم کونسل کی ممبری چھوڑ دو۔ لیکن ہندو ان کرسیوں کو سیر کر دینگے۔ تم اس ملک کو چھوڑ جاؤ ہندو اس بھارت ماتا کو آباد کرینگے۔

مسلمانو آنکھیں کھولو۔ تم کدھر کو جا رہے ہو اس سے تم کس منزل پر جا پہنچوگے۔ اگر تم بیدار نہ ہوئے۔ تو تم ایک ایسے گم شدہ راستے میں جا نکلوگے جسکا کوئی پتہ ہی نہیں کہ وہ کدھر جاتا ہے۔ ہندو تمہارے ساتھ انگریزوں کو اس ملک سے نہیں نکال رہے۔ بلکہ تم کو نکال رہے ہیں یہ ملک تم سے خالی کرایا جارہا ہے۔

جس ملک کو تمہارے آباؤ اجداد نے اپنے
خون کے عوض میں خرید کیا تھا۔ اب تمہاری
ناقدری اور ناسمجھی کی وجہ سے تمہارے ہاتھ
سے نکلا جا رہا ہے۔ اور تم خود اس سے
نکل رہے ہو۔ اور خوش ہو رہے ہو۔ رونے
کا مقام ہے۔ کہ تم مسلمان بادشاہوں
کو بائیکاٹ کرتے ہو۔ اور خوش ہوتے ہو
اور خود گاندھی کے سامنے گردن جھکاتے ہو
اس لئے کہ وہ تمہاری ہاں میں ہاں ملاتا
ہے۔

شریف مکہ کے پاس سلطنت حجازی تھی۔
بس سخت ظلم ہو گیا۔ شریف واجب
قتل ہو گیا۔ امیر فیصل اور دیگر سلاطین
عرب کی حکومتیں باوجود اسکے کہ وہ
مسلمانوں کے پاس ہیں۔ مگر مسلمانوں کے
گھر میں ماتم ہے۔ یہ راز سمجھ میں آ نہیں سکتا
کہ کیا یہ ترقی کی راہیں ہیں۔ یا تنزل کی
پس اے مسلمانو دیکھو کہ تمہارے لیڈر
تم کو کدھر لیجا رہے ہیں۔ اسوقت مسلمانوں
کی عملی حالت سخت خراب ہے پہلے
عملی حالت درست کرو۔ اور ان راستوں
کو چھوڑ دو۔ جو تباہ کرنیوالے ہیں؛

چاہتے ہو تم اگر اسلام پھر پھولے پھلے۔
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں۔

علمائے سوء اور مصلحین امت

(از قلم حضرت عرفانی)

ہر کس از غیر نالہ کناں ؎
سعدی از دست خویشتن فریاد ؎

(نمبر اول)

میرے مکان میں آجکل مولوی ابوالکلام
آزاد کا تذکرہ ہے۔ جو خود انہوں نے اپنے
ایک ارادت مند مخلص کی تحریک پر لکھا ہے۔
اس تذکرہ میں بعض نہایت ضروری امور پر
آزادانہ رائے زنی کیگئی ہے۔ اور بعض مقامات
پر اظہار حقیقت میں دانستہ یا نادانستہ
تساہل بھی ہے۔ تاہم تذکرہ پڑھنے کے قابل
چیز ہے۔ آزاد کے بزرگوں کو علماء سوء کے
ہاتھوں سے تکالیف پہنچی ہیں۔ ان کے تذکرہ
میں علماء سوء کی حقیقت کو نہایت دلیری
کے ساتھ انہوں نے بیان کیا ہے۔ ہو
سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص اسکو محض انتقامی
رنگ قرار دے مگر حق یہی ہے۔ کہ آزاد
نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ایک صداقت اور
فیکٹ ہے۔ میں نے پسند کیا کہ ناظرین
الحکم بھی اس سے واقف و آگاہ ہوں
ہرچند وہ علماء سوء کی شرارتوں کا خود نشانہ
ہو چکے ہیں۔ اور عملی طور پر ان سے واقف
ہیں۔ لیکن آزاد کا کلام بھی لطف سے
خالی نہیں؛

اسوقت بھی علماء سوء کا ایک خاص فتنہ پیدا
ہو رہا ہے۔ اور ضرورت ہے کہ مسلمانوں
کو اس سے واقف اور باخبر رکھا جائے
اسلئے کیا تعجب یہ سلسلہ مضامین مفید ثابت
ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں۔ کہ ان کی بہیمی
صفات کے لئے یہ ایک جوش دلانیکا
محرک بھی ہو گا؛ آزاد صاحب فرماتے ہیں"

(۱)

ایک ایسے گروہ کو (مصلحین امت۔ ایڈیٹر)
بھلا علماء دنیا اور فقہاء سوء کب چین سے
بیٹھنے دے سکتے تھے۔ چوروں اور قاتلوں
کو ان لوگوں سے امن مل سکتا ہے۔ مگر
مصلحین امت اور عشاق حق کے لئے
امن و انصاف کہاں؛ ؎

خون نکردہ ام و کسے را نکشتہ ایم
جرمم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

(۲)

ہر زمانے میں علماء دنیا کی نفس پرستی اور حق
فراموشی کس طرح دنیا کیلئے ایک لعنت رہی ہے
اور حیات چند روزہ دنیوی کے عشق و تعبد نے
اس عبید الدنیاء سے کس طرح کتمان حق کر دیا ہے
اگر حق مستور و مظلوم ہو جائے اور اہل حق
ہلاک و مقتول ہوں تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں
دیکھتے۔ کیا نوع انسانی کی کوئی بدتر سے بدتر اور
گمراہ سے گمراہ قسم بھی اس سے زیادہ دنیا کو نقصان
پہنچا سکتی ہے؛
اور کیا جنگل کا کوئی ڈاکو اور کمین گاہ کا کوئی رہزن
اس سے زیادہ جمعیتہ بشری کے لئے مخدوش
و مہلک ہو سکتا ہے۔ اگر علماء سوء کی خصائل
کا یہ حال ہے۔ تو اسکے بعد عامتہ الناس کے
لئے فسق و عدوان کا کونسا درجہ باقی رہ گیا!
یہ ہی وہ کتمان حق یعنی حق کو دانستہ چھپانیکی
ملعنت ہے۔ جو علماء یہود پر چھا گئی تھی
اور منجملہ اسباب مغضوبیت یہود ہوئی؛
وان کثیرا منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون
اور افسوس کہ یہی حال شبراً بشبر اور ذراعاً
بذراع اس امت کے علماء سوء کا
بھی ہوا۔

وہم یہود ہذہ الامۃ

ان کو ہر حال اپنی گنبد دستار کی تعمیر کیلئے اینٹیں
چاہئیں۔ اگرچہ خانہ شرع کی دیواریں توڑ کر بہم
پہنچائی جائیں۔ ؎

خانہ شرع خراب است کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خود اند

(۳)

یہ افسانہ تو اس عہد کا ہے۔ جسکو موجودہ عہد کے
مقابلہ میں عہد اقبال سمجھنا چاہئے۔ آج جو حالت
ہو رہی ہے۔ اسکو دیکھئے تو ہوش گم اور عقل
درماندہ رہ جاتی ہے۔ آج امتہ کا ایک فاسق
سے فاسق گروہ بھی کبھی سچائی کی خاطر: کچھ

نقصان جان و مال اٹھا لے۔ اور اسکو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھے۔ لیکن مدعیان علم و مشیخت اور زہد فروشان سجادہ طریقت سے اتنی بھی امید نہیں۔ علماء وقت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کو عملاً شریعت کی احکام و واجبات سے خارج کر دیا اور یا تو اب یہ لفظ قرآن کی سورتوں میں کبھی نظر آجاتا ہے۔ یا صحائف سنت کے ابواب و اوراق میں حق کی بے کسی اور مظلومی اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ جنگل میں بھیڑوں اور بکریوں کیلئے چرواہا نظر آجاتا ہے۔ لیکن حق کے لئے کوئی غمگسار و مددگار نہیں؛

(ابو الکلام آزاد)

مسلمانوں کو ایک لیڈر کی تلاش

قوم اور لیڈر

لیڈر کی ضرورت

اس مضمون کے پڑھنے سے ناظرین کرام کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسلمان کس طرح سے ایک سچے لیڈر کی تلاش میں بیقرار ہیں۔ اور وہ چلا رہے ہیں۔ کہ خدا کرے کوئی ہم میں لیڈر پیدا ہو۔

مگر افسوس کہ باوجود اسکے کہ وہ ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ چیخ اور چلا رہے ہیں مگر وہ نہیں دیکھتے کہ لڑکا بغل میں اور ڈھنڈورہ شہر میں کے مصداق بن رہے ہیں۔ آنیوالا لیڈر آچکا۔ تمہاری تباہی سے پیشتر اس نے تم سب کو آگاہ کیا خطرے کے وقت بتلائے اور چلا چلا کر کہا کہ ہوش کرو۔ کیونکہ تباہی آرہی ہے۔ اسنے آوازیں دیں کہ تم کون کی حالت سخت خراب اور ابتر ہے۔ مگر افسوس کہ اس سچے اور صادق لیڈر کو تم نے اسوقت نہ جانا۔ اور اسکی مخالفت کی چنانچہ اسنے کہا۔ ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

اب بھی اٹھو اور دیکھو کہ جس لیڈر کی تم کو تلاش ہے۔ وہ آگیا؛

(ایڈیٹر)

قومیں بنتی ہیں۔ اور بگڑتی ہیں۔ گرتی ہیں۔ اور ابھرتی ہیں۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ آفرینش انسان سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اور ہوتا چلا جائے گا یہ سلسلہ بھی اسباب کی ہمہ گیر طاقت سے وابستہ ہے۔ اور اس سلسلہ کا سب سے زیادہ مؤثر سبب "لیڈر کا وجود اور عدم" ہے۔

جس قوم یا جماعت میں لیڈر نہیں ہے۔ اس کے ابھرنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اس کی قومی زندگی بہت جلد خاک میں دب کر رہ جائے گی؛

لیڈر کا ظہور لیڈر کا ظہور اسوقت ہوتا ہے۔ جب کوئی قوم یا جماعت مصائب کی دلدل میں پھنس جاتی ہے۔ اور قوم کی بصیرت و بصارت اور تدبر و تفکر کا نور بجھ جاتا ہے۔ اس قوم کا نظام عمل درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اسکی حسیات و جذبات بے جا صرف ہونے لگتی ہیں اسوقت اسی قوم یا جماعت سے ایک شخص جو سب سے زیادہ ذکی الحس، معاملہ فہم انجام بیں، خوشگو، خوش خلق، بیغرض، دلیر، مستقل مزاج، اور ہمدرد ہوتا ہے۔ اٹھ کر [illegible] اور اپنے اوصاف و خصوصیات سے اپنی لیڈری کا یقین پبلک کو دلا دیتا ہے اس وقت بیسیوں مصنوعی لیڈر اور پیشوا اس سچے لیڈر کے سد راہ ہوتے ہیں۔ لیکن چار و ناچار بدیر یا جلد ان کو بھی سر جھکا دینا پڑتا ہے؛

یہ خیال غلط ہے۔ کہ قومیں صرف مصائب سے بنتی ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو امریکہ کے اصلی باشندے جو مصائب کی آگ میں ڈالے گئے کندن بن نکلتے۔ لیکن وہ نذر اجل ہو گئے اور رہے سہے بیابانوں اور غاروں میں جا چھپے اندلس کے مسلمان جنہوں نے صدیوں وہاں حکومت کی اندرونی اور بیرونی مصائب اور خطرات کے پیش آتے ہی غرق دریا ہو گئے اور اس سرزمین میں کوئی مسلمان اپنی شخصی ہستی بھی برقرار نہیں رکھ سکا۔ لیکن اگر کسی قوم کو سچا لیڈر میسر آجائے۔ تو مصائب ایک نعمت ہے۔ جس میں قوم آئندہ ابھرنے اور پھلنے پھولنے کے نشوونما پاتی ہے۔ اور قوم کے تمام افراد جفاکش بن کر میدان حیات میں نکل آتے ہیں۔ اور ان کی تمام منتشر طاقتیں سمٹ کر ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہیں۔ اور یہی اس قوم کے عروج کا پہلا زینہ ہوتا ہے۔

لیڈر کے اوصاف لیڈر اپنی قوم کا بلحاظ نام کے سردار ہوتا ہے اور بلحاظ کام کے وہ خادم ہے "سید القوم خادمہم"۔ کا درحقیقت یہی مصداق ہے۔ لیڈر تا وقتیکہ چند اوصاف کا جامع نہ ہو وہ اس منصب عالی پر فایز نہیں ہو سکتا سب سے پہلے لیڈر کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اسکا ہمیشہ احساس کرتا رہے۔ کہ تمام قومی کاموں میں جنکو وہ انجام دے رہا ہے ان کے متعلق اسے ضمیر کا۔ قوم کا۔ موجودہ حکومت کا، [illegible] برتر کا جواب دہ ہے۔ جب تک یہ احساس نہ ہو۔ اسمیں راست بازی کی شان پیدا نہیں ہو سکتی؛

دوسرا وصف اصابت رائے ہے۔ اگر اسکی رائے میں برابر یا اکثر غلطیاں واقع ہوتی ہوں۔ تو پبلک کو بجائے نفع کے الٹا نقصان نہ ہوگا اگرچہ یہ غلطی اس فہمیدگی نہ ہو تاہم متواتر غلطیوں سے پبلک کا اعتماد زایل ہو جائیگا:

تیسرا وصف فہم و فراست ہے۔ تاکہ وہ معاملات اور واقعات کے تمام پہلوؤں کو جلد تر سمجھ لے۔ اور ایسی صورت اختیار کر سکے۔ جو وقت کے مناسب ہو۔ ورنہ وہ نازک وقتوں میں قوم کو بہترین تجاویز اور مواقع سے فائدہ اٹھانے کی ہدایت نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ خود دوسروں کی ہدایت کا منتظر رہیگا۔ اور یہ حالت عام قوم کی ہوتی ہے نہ کہ لیڈر کی۔

چوتھا وصف رسوخ عزم ہے۔ اسکا منشا یہ ہے۔ کہ جس کام کے جاری کرنے کا تہیہ کر لیا جائے۔ اسکو تکمیل تک پہنچا کر چھوڑا جائے۔

پانچواں وصف جرأت و دلیری ہے اسکے بغیر لیڈر خطرات اور تہلکات کے موقعوں پر اپنی خدمات انجام نہیں دیسکتا۔

چھٹا وصف صبر و تحمل ہے۔ اس وصف حزن و ملال سب و شتم طعن و تشنیع کے برداشت کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ ان مواقع کے آتے ہی لیڈر آپے میں نہ رہ سکیگا۔ جو اسکے لئے سخت مضر ہے۔

ساتواں وصف شفقت اور ہمدردی ہے لیڈر کو اپنی جماعت سے اسی قدر ہمدردی ہو جس قدر خود اسکو اپنی ذات سے ہمدردی ہے۔ جسوقت لیڈر کو اپنی جماعت سے پوری [illegible] گا [illegible] جماعت کا زبردست میلان اسکی طرف ہوگا۔ اور وہ لیڈر کے ہر حکم پر چلنے کیلئے آمادہ ہوگی:

آٹھواں وصف خودداری اور وقار ہے لیڈر کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی شان اور اور روش میں چھچھورا پن پیدا نہ ہونے دے تاکہ اسکے وقار اور خودداری کے آبگینہ کو نہ پہنچے۔

لیڈر کے لئے زباندانی اور بلاغت بھی اعلیٰ وصف ہے۔ تاکہ وہ اپنے خیالات اچھی طرح ادا کر سکے۔

آخر میں سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ لیڈر اپنی سیرت (کیریکٹر) کا خود نگران ہو۔ اور تمام کوششیں وہ اپنی سیرت کی اصلاح و درستی میں صرف کرتا رہے۔ اگر اسکی سیرت عمدہ ہوگی تو اسکی جماعت بھی اسکے اوصاف کو قبول کریگی۔ ورنہ لیڈر ایک ایسا سردار ہوگا جسکے سر سے کلاہ سرداری چند ہفتوں کے بعد اتار لی جائیگی:

لیڈر کے فرائض

لیڈر کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی قوم اور جماعت کا ایک نصب العین اور ایک مقصد اعظم مقرر کر لے اور اسی آخری منزل پر پہنچنے کیلئے ہر فرد کے لئے ولولہ اور شوق پیدا کرے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ کہ قوم یا جماعت کے تمام اندرونی جھگڑوں کو مٹا ڈالے۔ اور اس کی توجہ کو باہمی تفرقات اور منازعات سے ہٹا کر دوسری طرف پھیر دے۔ اور رفتہ رفتہ اصل مقصد کو اچھی طرح قوم کے ذہن نشین کرے۔

اگر قوم کے قوائے عمل ناکارہ اور ضعیف ہو گئے ہوں۔ تو پہلے اسکو جفاکش بنائے مصائب جھیلنے کی ترغیب دے۔ اور شدائد سے مانوس کرے۔ ساتھ ساتھ اپنے [illegible] متعلقہ [illegible] اور قوم سے چند ایسے ممتاز افراد کو منتخب کرے۔ جو اسکے [illegible] اور [illegible] عمل ہوں۔ اور جن سے وہ مختلف اہم کام لیتا رہے۔ اکثر ایسا موقعہ آتا ہے۔ کہ لیڈر کا خیال جماعت کے جذبات سے ٹکرانے لگتا ہے۔ ایسے وقت میں اگر درحقیقت جماعت کے جذبات سچے اور صحیح ہیں تو لیڈر کو اپنا خیال بدل دینا پڑتا ہے۔ لیکن اگر اس کے جذبات غلط رو پر جا رہے ہیں۔ تو لیڈر اپنی رائے اور خیال پر مضبوطی کے ساتھ قایم رہتا ہے۔ خواہ جماعت اس کو ملامت کا نشانہ کیوں نہ بنائے کیونکہ عموماً جماعت کے جذبات عقل کے تابع نہیں ہوتے۔ اس لئے لیڈر کو اس قسم کی باتوں کا خاص لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ لیڈر پر یہ بھی فرض ہے۔ کہ جس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ان کے متعلق اپنی ہدایات جماعت کو دیتا رہے۔ لیکن جماعت کو دو رنگی باتوں میں کبھی نہ ڈالے۔ ورنہ جماعت کے افراد میں سخت اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ اور افراد کی الجھنیں اور پریشانیاں ناکامی کا باعث ہونگی:

قوم کا لیڈر ایک ہی ہوتا ہے

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جب کسی قوم یا جماعت میں کوئی سچا لیڈر پیدا ہوگا۔ تو وہ ایک ہی ہوگا۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں قوم یا جماعت کے متعدد لیڈر ہوں۔ کیونکہ ایسی حالت میں لیڈروں کے اصول باہم ٹکرائینگے جس کا تباہ کن اثر قوم یا جماعت پر پڑے گا۔ اسلئے عقلاً اور نقلاً یہ ناممکن ہے۔ کہ ایک قوم یا ایک جماعت کے دو سچے لیڈر بھی ہو سکیں۔ یہ اصول اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو قوم یا جماعت کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حقیقی لیڈر کون ہے اور مصنوعی لیڈر کتنے ہیں:

(وکیل)

مسیح موعودؑ کا دوسرا تازہ نشان

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے ہادی برحق۔ اور رہنماء کامل مسیح موعودؑ کو دنیا میں مبعوث کیا دنیا کے لوگوں نے اوس رہنماء کامل کی مخالفت کی۔ اور اوس کو مٹا دینا چاہا۔ اس مخالفت کو دیکھ کر مسیح موعودؑ نے اپنی سچائی اور دوسروں کی باطلیت کا ایک معیار مقرر کیا۔ اور وہ معیار یہ تھا۔ کہ میں باوجود اسکے اس وقت کمزور ہوں۔ اکیلا ہوں۔ لیکن میری جماعت بڑھے گی۔ میری اولاد پھلے اور پھولے گی۔ اور میرے مقابل کے لوگ آہستہ آہستہ تباہ ہو جائینگے۔ گویا اپنا پھولنا پھلنا اور ان کا مٹنا۔ ایک نشان صداقت قرار دیا۔ چنانچہ جب جماعت ترقی کرنے لگی اور آپ پھلنے پھولنے لگے۔ تو آپ نے اپنی مختلف کتابوں میں مخالفوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ دیکھو کاذب کبھی پھولا پھلا نہیں کرتے۔ تم میرے پھلوں اور میری کامیابیوں کو دیکھتے۔ اور پھر مجھے کاذب قرار دیتے ہو۔ اور تم اپنی ناکامیوں کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو صادق قرار دیتے ہو۔ بتاؤ! صادق کب ناکام ہوتا ہے۔ تو اس اصول کے ماتحت جب مسیح موعودؑ کی جماعت میں ترقی ہوتی ہے اور آپ کے خاندان نبوت میں جب کسی بھی رنگ میں ترقی ہوتی ہے۔ تو مسیح موعود کا یہ معیار ایک سچے نشان کیطرح ظاہر ہوتا ہے۔ جہاں مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ترقی کیلئے دعائیں کی ہیں۔ وہاں اپنی اولاد کیلئے بھی یہ دعا کی ہے۔

حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

پس جب خاندان نبوت کی کسی نئے صاحبزادے کے پیدا ہونے سے ترقی ہوتی ہے۔ تو یہ دعاء نہایت ہی صفائی سے پوری ہو جاتی ہے۔ کہ ۱۵ راگست ۱۹۲۶ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے گھر میں نئے فرزند نے پیدا ہو کر خاندان نبوت میں ایک ممبر کا اور اضافہ کر دیا۔ الحمد للہ۔ جماعت کو مبارک ہو۔ کہ ان کے آقا مسیح موعودؑ کے کلمات پورے ہوئے۔ اور یہ نشان ایک دفعہ پھر تازہ ہو گیا۔ کیسی خوش قسمت ہے وہ جماعت جو روزانہ نئے سے نئے روحانیت کے پھل کھاتی ہے۔ اس موقعہ پر میں حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر تمام خاندان نبوت کو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور مولود مسعود کیلئے ترقی علم اور روحانی وجسمانی تمام ترقیوں کی دعا کرتا ہوں۔ اور یہ بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے دادا کا بہترین وارث ہو۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

دو اور امریکن نومسلم۔

پچھلی رپورٹ میں ۱۳ نومسلمین کی بشارت دی چکا ہوں اسکے بعد مجھے شہر ڈیٹرائیٹ میں لیکچر کیواسطے بذریعہ تار بلایا گیا۔ جو نیویارک سے سات سو میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں کی بعض اشخاص کیساتھ دین اسلام کے متعلق سلسلہ خط وکتابت جاری تہا۔ وہاں ایک لیکچر دین اسلام کی خوبیوں پر ہوا۔ اور متفرق طور شہر میں بہت جگہ اسلام کے متعلق گفتگو ہوتی رہی زیر تبلیغ اشخاص میں سے ایک صاحب اور ایک لیڈی نے دین اسلام قبول کیا۔ اور بعد لیکچر مجمع عام میں کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ ان کے نام مسٹر رابرٹ بیڈنل اور مس بارٹن ہیں اسلامی نام عبداللہ اور زینب رکھے گئے۔ الٰلھم زد فزد

شکریہ میں اخبارات وکیل اور ہمدم اور دیگر اخبارات وطن کا مشکور ہوں جنہوں نے میرے داخلہ امریکہ سے رد کے جانے کے ایام میں میری تائید میں مضمون لکھے۔ اگرچہ ان مضامین کے یہاں تک پہنچنے سے قبل مجھے اجازت مل گئی اور اجازت بھی بلا کسی شرط کے اور پوری آزادی کیساتھ۔ تاہم اسلامی ہمدردی کا اظہار جن اصحاب نے کیا۔ انکا مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ آمین

آجکل یہاں انتخاب پریذیڈنٹ پر بڑا شور وغل ہے چھوٹے موٹے سب ملا کر قریب ۱۵۰ امیدوار ہیں۔ جنہیں انکو تبلیغ اسلام کے خط لکھے ہیں۔ اور تائید اسلام میں رسائل ارسال کئے ہیں۔

آج یہاں وقت اذان فجر دو بجے طلوع آفتاب ۴ بجے ۳۲ منٹ غروب آفتاب ۸ بجے ۴۰ منٹ۔ شروع وقت اذان نماز عشاء دس بجے۔ رات کی پوری تاریکی صرف چار گھنٹے۔ ٹمپریچر ساٹھ درجہ

اس ملک میں اسلام کے متعلق بہت غلط فہمیاں ہیں ایک پبلک لیکچر میں ایک صاحب نے اسلام پر حملہ کیا۔ اتفاقاً میں موجود تھا۔ میں نے جواب دیا۔ لیکچرار شرمندہ ہوا اور حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

اگلے اتوار سے انشاء اللہ اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو گا۔
وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مفتی محمد صادق - ۲۱ رجون ۱۹۲۶ء
نمبر ۱۸۹۷ میڈی سن ایوینیو۔ شہر نیویارک امریکہ ؛

Mufti Muhammad
Sadiq
1897 Madison Avenue
New York city
(U. S. A)

[illegible] ن پر پہنچ

ی جگہ پر ہے۔ ایک طر

مُلّا محمد یامین کا فرار۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ؎
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا ؎

جناب مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے نام ہمارا چیلنج تو شاید پڑا یا سا ہو گا۔ اور پھر جو کھلا خط جناب مولوی صاحب کو تحریر کیا گیا تھا۔ وہ تو کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم پھر جگا جگا کر۔ کے مصداق ہو گئے۔ تحسبہم ایقاظا وھم رقود۔ تم ان کو زندہ خیال کرتی ہوگے مگر دراصل وہ مر چکے ہیں۔ مگر اخبار پیغام کے ذریعہ سے ملا محمد یامین نے اعلان کیا۔ کہ وہ جواب دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ کوئی حکم مقرر ہو۔ پشاور یا داتہ یا مانسہرہ میں جواب سنا جاوے۔ حکم موکد بعذاب قسم کھا کر فیصلہ سنا دیگا۔ ہم ان کو مبلغ یک صد انعام دیں گے۔ اور بہت ساری باتیں ایسی تحریر کیں۔ جن سے اسکا مختل الدماغ ہونا ثابت ہوتا تھا۔ جس پر ان کا متفق مضمون شاید تھا۔ اور صاف لکھا کہ کوئی ذی علم ہمارے چیلنج کا جواب نہ دے۔

اس پر ہمنے بذریعہ مضامین الفضل جواب تحریر کیا آپ پشاور تشریف لاویں۔ ماہ اپریل ۱۹۲۰ء میں تعطیلات ایسٹر میں ہم آپ کا جواب سننے کو تیار رہیں۔ حکم آپ خلیفۃ المسیح جناب مولوی غلام حسن خان صاحب ہوں حسب وعدہ آپ کے وہ موکد بعذاب قسم کھاویں۔ اور ہم مبلغ یک صد روپیہ انکے حوالہ کر دینگے۔ ہاں قبل ازیں آپ دو امور کا اعلان بذریعہ اخبار پیغام کر دیں۔ اول یہ کہ داتہ ضلع ہزارہ کا نمبردار پیر سرور شاہ صاحب غیر مبایع جو آپ کا حقانی حالت کا خوب واقف ہے۔ قسم کھا کر کہدیوے کہ ملا محمد یامین میری عقل اور سمجھ اور تحقیقات و صف خود دن اور مختل الدماغ نہیں ہے ... ہوش ہے۔

دوم۔ مانسہرہ ضلع ہزارہ کا مشہور مولوی محمد اسحاق یا کوئی دوسرا مولوی صاحب تصدیق کر دے کہ آپ جاہل نہیں۔ بلکہ عالم ہیں۔ کیونکہ آپ کی تحریر اور گفتگو آپ کی جہالت پر شاہد ہے۔ اور آپ کا خود اقرار ہے۔ کہ کوئی ذی علم انسان ہمارے چیلنج کا جواب نہ دے۔ کیونکہ اس کا جواب ایک غیر عالم یا جاہل تحریر کر رہا ہے۔

ہمارے اس مطالبہ کا جواب بجائے اس کے کہ وہ اخبار پیغام صلح میں شایع کرتے۔ جو چنداں مشکل نہ تھا۔ کیونکہ پیر سرور شاہ بھی انہی کے زمرہ کا ایک لیڈر ہے۔ اور مولوی محمد اسحاق بھی بخوشی الکفر ملتہ واحدہ پر عمل کر کے تصدیق کر دیتا۔ مگر خدا جانے محمد یامین صاحب کو کیوں ان پر اعتبار نہ تھا۔ یہ دو تصدیق تحریرات شایع نہ کر سکے۔ یا اپنی حالت پر یقین تھا۔ کہ دراصل ہمارا خیال درست ہے۔ اور نہ مرد میدان بنکر پشاور تشریف لاویں۔ آخر وہ میعاد بھی گذر گئی اور ملا محمد یامین بھی خاموش رہے۔

مگر آخر کار ہمارے ایک نوجوان عزیز پیر محمد زمان شاہ احمدی نے کب گوارا کیا۔ انہوں نے خطوط لکھکر اتنا جواب حاصل کیا۔ کہ بذریعہ اخبار وہ جواب شایع کرنیکو تیار نہیں۔ ہاں اگر کسی وقت عزیز پیر محمد زمان شاہ اور ہم داتہ گئے تو وہ ہمکو وہاں زبانی سنانے کو تیار ہیں۔

خدا تعالیٰ کی شان کہ آخر اتفاق سے جناب مولوی میر غلام رسول شاہ صاحب احمدی اور سید محمد یوسف صاحب اور سید فقیر شاہ صاحب غیر احمدی اور ہم داتہ ضلع ہزارہ سیر کیواسطے جانکلے یا در دغگو را تا بخانہ باید رسانید پر عمل پیرا ہونے کا موقعہ ملا ہمنے وہاں پہنچکر دوسرے جناب حکیم عطاء الرحمان صاحب احمدی کے ذریعہ سے پیغام بھیجا۔ کہ ہم داتہ پہنچ چکے ہیں۔ اور مبلغ یک صد روپیہ حاضر ہے۔ ہمارے چیلنج اور مطالبات کا جواب سنانے کا وقت مقرر کرو۔ جواب آیا کہ کوئی حکم مقرر کرو۔ ہم نے جواب دیا۔ کہ پیر سرور شاہ صاحب نمبردار و سرگروہ غیر مبایعین ہماری طرف سے حکم رہیں۔ وہ ہمارے چیلنج سنیں۔ اور پھر آپ کا جواب اور پھر ہماری طرف سے آپ کے دلائل کی تردید۔ پھر وہ خود قسم موکد بعذاب کھاویں۔ کہ فلاں شخص حق پر ہے۔ اور فلاں کے دلائل باطل ہیں۔ پس اگر وہ آپ کے حق میں فیصلہ سنا دے۔ تو آپ مبلغ یک صد روپیہ انکے ذریعہ سے وصول کر لیں اس پر ملا محمد یامین نے کہا۔ کہ اول تو پیر سرور شاہ صاحب حکم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ آپ کو مسلمان جانتا ہے۔ اور میں کافر کہتا ہوں۔

دوم۔ وہ جاہل ہے۔ اور عالم نہیں۔ ہم نے کہا تو گو اول آپ لوگ تحسبہم جمیعا و قلوبہم شتی کے مصداق ہیں۔ گویا آپ میں باہم بھی اتفاق نہیں۔ اور تم کیوں اپنے امیر کو جاہل کہتے ہو۔ حالانکہ وہ آپ کا امیر اور لیڈر ہے۔ ہاں اگر بہر حال آپ کو ان کا حکم ہونا منظور نہیں۔ تو آؤ مولوی عبد اللطیف صاحب جو امام مسجد ہے۔ اور غیر احمدی ہے۔ حکم مقرر کر لو۔ ملا محمد یامین نے کہا۔ وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا۔ ہمنے کہا کہ جناب میر غلام رسول صاحب احمدی کو حکم مان لو۔ اس پر اس نے کہا کہ میں ان کا امتحان لیتا ہوں۔ ہمنے کہا کہ آپ ہمارے نزدیک امتحان لینے کے اہل نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی اسوقت اپنے مولوی اور عالم ہونیکی سند پیش نہیں کی۔ ہاں مولوی عبد اللطیف صاحب اول آپ سے عربی کی کسی کتاب میں سے کچھ عبارت سن لینگے۔ اگر آپ نے درست سنا دیا۔ تو ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ آپ مولوی ہیں۔ یا جناب میر غلام رسول صاحب وہ عربی عبارت پڑھائیں یا قرآن کریم کا کوئی موقع نکال دیں۔ اگر صحیح تحت اللفظ ترجمہ نہ کر دیا۔ تو وہ حکم ہونے کے اہل نہیں۔ اس پر ملا محمد یٰسین بولی

کہ آپ نے مجھکو مولوی تسلیم کیا ہے۔ اور ہمارے چیلنج پر عزیز محمد زمان شاہ صاحب کے قلم سے مولوی محمد یامین صاحب کا لفظ بتا دیا۔ ہم نے جواب دیا۔ کہ اول تو یہ عزیز محمد زمان شاہ کے قلم سے ہے۔ دوئم تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ کے ماتحت ہم کو اول علم نہ تھا۔ آپ جاہل محض ہیں۔ اب تو آپ کی تحریرات نے ثابت کر دیا ہے آپ خود تردید نہیں کر سکتے۔ سوئم ان مولویوں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ جنکا ذکر آیت مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً۔ میں وارد ہے۔

اسوقت ملا محمد یامین کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ رنگ زرد تھا۔ زبان لڑکھڑاتی تھی۔ ہونٹوں پر بار بار زبان پھیرتے تھے۔ ہاتھ اور پاؤں پر رعشہ طاری تھا۔ غش کھانے کو تیار تھا۔ کہ جناب میر محمود شاہ صاحب رئیس داتہ نے فرمایا۔ کہ ملا محمد یامین کو جانے دو۔ اور گفتگو بس کرو۔ یہ شخص مباحثہ کرنیکو آمادہ نہیں آخر ہم نے ملا محمد یامین کو باصرار کہا کہ چلو مولوی محمد اسحاق صاحب ساکن مانسہرہ کو حکم کر کے بمطابق شرائط مقبولہ فریقین فیصلہ چاہتے ہیں ہم نے اپنی ٹمٹم پیش کی۔ آپ ٹمٹم میں تو نہیں بیٹھے ہاں پیادہ پا جانے کو وعدہ کر کے ایسے بھاگے کہ مسجد میں جوتا تک بھول گئے۔ اور ہم اس عبرتناک نظارہ کو حمد اور شکر سے دیکھتے ہوں۔ زبان سے حال کہتے جاتے تھے۔ کہ الشیطان یفر من ظل عمر کیا ہی سچا کلام ہے۔ کہ آج ابن عمر سے محمد یامین حواس باختہ جوتا چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔ وہ جن بھاگا تو آخر کسکے ڈر سے کہ جیسے بھاگا تھا جن عمر سے۔ ہماری اس تحریر پر اہل داتہ گواہ ہیں:

والسلام

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی ابن عمر۔

نظم

جب تک تو اے ظفر علی اب احمدی نہ ہو
تیری شرارتوں میں ذرا بھی کمی نہ ہو

باطل پرستیوں سے رہائی کبھی نہ ہو
جب تک کہ ہم میں کوئی خدا کا نبی نہ ہو

پیمانہ ظلم کا تیرے بھر بھر ہو چکا
باز آ! کہ اب کہیں تیری پردہ دری نہ ہو

سر پیٹ لیا کیا مراجس نے وہ کون ہے
دارالامان کا یہ کوئی احمدی نہ ہو

آتش بیانی تیری نفی النساء اب کرے
کیا گل کھلائے دیکھنا یہ پھلجھڑی نہ ہو

رگ رگ میں بس تیری ہو شرارت بھری ہوئی
دنیا میں کوئی تجھ سا کہیں آدمی نہ ہو

تو وہ ہے جو چٹائی بھی مسجد کی بیچ لے
پینے کو سفنیت (خراب) کی جو کہیں پر ملی نہ ہو

تکذیب مرسلین سے باز آ! اوبے وفا
اس درجہ شوخ اب تو اے امرتسری (مولوی ثناء اللہ) نہ ہو

ہم بھی ہیں اپنے نام کے مسٹر ظفر علے
حافظ نہیں جو سر پہ تیرے اک جوتی (جبتی) نہ ہو

(حافظ سلیم احمد خان احمدی اٹاوی)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر مبارک اور آپ کا روزنامچہ

میں شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی کا خاص طور پر مشکور ہوں جنہوں نے باوجود سارا دن کام کاج کرنے کے پھر رات کے بارہ بجے بیٹھکر الحکم کیلئے ڈائری لکھی۔ اور پھر حضرت سے اسکی تصحیح بھی کرا لی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء:

(ایڈیٹر)

مختصر احالات سفر حضرت صاحب

قادیان سے روانگی کا نظارہ تو آپ نے بچشم خود دیکھا ہی تھا بعض احباب ڈلہ کے موڑ تک ہمرکاب پہنچے۔ اور ٹانگا میں سوار کر کے حضرت کے ساتھ نماز شام اور عشاء ادا کر کے واپس ہوئے۔ بٹالہ میں گیارہ بجے پہنچے۔ تین گھنٹہ کے انتظار کے بعد گاڑی آئی۔ سوار ہوتے کے بعد بارش شروع ہو گئی۔ پٹھانکوٹ تک برابر بارش ہوتی رہی۔ یکم اگست کو حضور پٹھانکوٹ کے ڈیل گھر میں مقیم رہے۔ دن بھر بارش رہی۔ پٹھانکوٹ میں اس دن ہڑتال تھی۔ اور تمام دوکانیں کیا ہندو اور کیا مسلمان سب بند تھیں۔ کھانے وغیرہ کے انتظام میں سخت دقت واقع ہوئی صبح کو تو کسی نہ کسی طرح سے کچھ مل بھی گیا۔ مگر رات کو بالکل کچھ نہ مل سکا۔ اور صبح کی بچی ہوئی روٹی پر گذارہ کیا گیا۔ پٹھانکوٹ کی مشہور چکی (برساتی نالہ) اور ڈھانگو (پہاڑی) کی سیر کو حضرت تین بجے کے قریب تشریف لے گئے:

دوسرے دن دو اگست کو سوار ہو کر دوپہر کا کھانا نور پور میں اور شام کا کھانا شاہ پور میں رات کے گیارہ بجے کھایا۔ ۳ر اگست کو شاہ پور سے روانہ ہو کر ایک بجے حضور دھرم سالہ پہنچے۔ جماعت کے دوستوں کو پہلے سے حضور کی تشریف آوری کی اطلاع پٹھانکوٹ سے بذریعہ تار دیگئی تھی دوستوں نے بہت محنت اور کوشش سے مکان وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ اور مکرمی چوہدری محمد الدین صاحب سیالکوٹی ٹیلر ماسٹر چھاونی دھرم سالہ نے اپنے چھوٹے لڑکے عزیز محمد امین کو حضرت کی پیشوائی کے لئے اصل جگہ سے سات میل آگے بھیجدیا تھا۔ تاکہ حضرت کو مکان پر پہنچنے کی تکلیف نہ ہو۔

مکان نہایت اچھی جگہ پر ہے۔ ایک طرف